مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

قرآن وسُنّت کا ترجمان تبلیغی، واصلاحی

ماہنامہ مجلّہ

المحمدیہ

حاصل پور

نگران اعلیٰ: حافظ رضاء اللہ رؤف

ایڈیٹر: محمد عظیم حاصلپوری

بیاد

حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ

مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ

حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ

صفر 1435ھ

دسمبر 2014ء

شمارہ نمبر 08

- کرسمس ڈے
- جھوٹے نبی کی چند واضح نشانیاں
- کرامت کا صحیح مفہوم
- ماہِ صفر اور اس کے مسائل
- لفظ سیّد کا تحقیقی جائزہ

ناشر

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

0301-6131916 - 0313-2501221

قرآن وسنت کا ترجمان تبلیغی واصلاحی

ماہنامہ مجلّہ المحمدیہ

حاصل پور

جلد نمبر 1

چیف ایگزیکٹو	شمارہ نمبر 8	چیف ایڈیٹر
میاں شعیب انجم	صفر 1435ھ دسمبر 2014ء	مجیب الرحمن سیاف

سب ایڈیٹر	لیگل ایڈوائزر	معاون ایڈیٹر
عبدالشکور فائق	توقیر احمد گل (ایڈووکیٹ ہائی کوٹ)	زاہد محمود یزدانی، قاری عثمان فاروق

مجلس ادارت

الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ (میاں چنوں)
مولانا عبداللہ چشتی حفظہ اللہ (بہاولنگر)
مولانا عبدالقدوس (چشتیاں)
مولانا عبدالحی عابد حفظہ اللہ (ملتان)
حافظ ادریس ضیاء حفظہ اللہ (وہاڑی)
مولانا غلام اللہ حفظہ اللہ (میلسی)
مولانا محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ (ملتان)
مولانا اقدس الٰہی حفظہ اللہ (لاہور)
مولانا زبیر گورداسپوری حفظہ اللہ (بورے والا)
مولانا اسماعیل عتیق حفظہ اللہ (وہاڑی)

مجلس مشاورت

حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا حافظ عمران عریف حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
پروفیسر حافظ سعید کلیروی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا ریاض الرحمن حفظہ اللہ (فورٹ عباس)
مولانا زاہد ارشاد حفظہ اللہ (وہاڑی)
مولانا ابوبکر طارق حفظہ اللہ (کاگومنڈی)

خط وکتابت

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر
جالندھر کالونی وہاڑی روڈ
حاصل پور ضلع بہاولپور 0301-6131916

زرتعاون

ماہانہ 20.....روپے
سالانہ 240.....روپے

رابطہ برائے پرنٹ میڈیا

ای میل، فیس بک:
Hasalpuri@gmail.com
Muhammadia.irc@gmail.com
مجلّہ کو انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لیے:
Www.Muhammadia-irc.blogspot.com

نوٹ:
مجلّہ المحمدیہ اپنے نام مستقل جاری کروانے کے لیے سرکولیشن منیجر کے نمبر پر کال کیجیے۔

سرکولیشن منیجر
زبیر الرحمن حاصلپوری
0313-2501221
062-2442916

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

مقامی نمائندہ حاصل پور
محمد عمران حاصل پوری
0321-7592205
0306-8917086

آئینہ مضامین

درس قرآن	کرسمس ڈے	ابوعبدالرحمٰن شاکر	3
درس حدیث	الہامی کتابوں کا احترام کرو	محمد مالک بھنڈر	5
فقہ وفتاویٰ	اَحکام مسائل	الشیخ عبداللطیف	6
رد بدعات	ماہِ صفر اور اس کے مسائل	محمد عظیم حاصل پوری	8
رد مرزائیت	جھوٹے نبی کی چند واضح نشانیاں	ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی	19
کرامات	کرامت کا صحیح مفہوم ②	محمد سعید السدلیس	21
اصلاح اصطلاحات	سیّد کا تحقیقی جائزہ	سید حذیفہ لطیف	26
آداب دعا	ہمیشہ دعا کرتے رہو..!	ابوعبداللہ نصیر احمد بابر	29
تراشے	باپ کی فریاد	میاں شہباز شاکر	32

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ 042-37244973 — گوجرانوالہ: رانا نثار احمد 0302-8649227 — گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم 0333-8124752 — گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر 0321-7202700

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی 03016550502 — رینالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر 0345-4100060 — وزیرآباد: اسامہ اشرف 03066284139 — ملتان: محمد رفیق طاہر 0321-7302283

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 0412631204 — چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد 0333-7477737 — میلسی: مولانا یونس تبسم 0302-7724417 — وھاڑی: عبداللہ عزیزی 0302-4962353

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری 03016570300 — ہارون آباد: محمد عمران شاکر 0301-4913321 — فورٹ عباس: ریاض الرحمٰن کھچی والا: ابواسامہ ضیاء الرحمٰن 03007435242 — 0302-4400210

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی 03369752963 — مظفر آباد: میاں ضیاء الرحمٰن 03007851291 — میلسی: مولانا ضیاء الرحمٰن 0302-6256749

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس قرآن

کرسمس ڈے

ابوعبدالرحمٰن حاصل پوری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباً﴾ [الکھف ۱۵/ ۵]

''نہیں ہے ان کو اس کے متعلق کوئی علم اور نہ ہی ان کے باپ دادا کو، بڑی ہی خطرے کی بات ہے جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے، نہیں وہ کہتے مگر جھوٹ ہی۔''

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور ماس (mass) کا مرکب ہے کرائسٹ مسیح کو کہتے ہیں اور ماس اجتماع اکٹھا ہونا ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام کے لیے اکٹھا ہونا مسیح اجتماع یا یوم میلاد مسیح علیہ السلام۔ یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب پایا گیا اس سے پہلے یہ لفظ متعارف نہ تھا۔ اس دن کو پول ڈے فیٹو ئی (پیدائش کا سال) اور نوائل (پیدائشی یا یوم پیدائش) جسے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ (نوائے وقت ۲۷ دسمبر ۲۰۰۵ء) نیز کرسمس ڈے کو بڑا دن بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی ۲۵ دسمبر کو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں عید مناتے ہیں گھروں کو سجایا جاتا ہے نئے کپڑے پہنے جاتے ہیں اور سب سے پہلے یہ دن ۲۵ دسمبر ۳۳۰ء کو منایا گیا۔

اس دن کو منانے کے لئے عیسائی ایک دوسرے کو کرسمس کارڈ بھیجتے ہیں اور اس دن کھاتے پکاتے ہیں اور گھروں کی تزیین و آرائش کرتے ہوئے کرسمس لڑی (درختوں کو روشنیوں سے سجاتے ہیں) اور اپنے گرجا گھروں میں جا کر مذہبی گیت گاتے ہیں آجکل یہ عیسائیوں کی عید بڑے زور شور سے منائی جاتی ہے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے؟

قرآن مجید کے بیان کے مطابق تو ولادت مسیح کے لیے ۲۵ دسمبر کی تاریخ بالکل ہی نامناسب ہے۔ سورہ مریم میں اس واقعہ کی تفصیل ہمیں اس طرح ملتی ہے:

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ، فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ، فَنَادٰيهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ، وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ، فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا﴾

''تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور اسے لیکر ایک دُور کی جگہ چلی گئیں۔ پھر دردِزہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔ اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔'' (مریم:۲۲۔۲۶)

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا۔ فلسطین میں کھجوریں جون یا جولائی کے مہینے میں تیار ہوتی ہیں اور لگتا ہے کہ انھیں مہینوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہوگی۔

ہم کس کے ساتھ ہیں..؟

کرسمس ڈے مسلمان بھی منائیں تو وہ ان کے اس عقیدے کو مضبوط کر رہے ہیں جو ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ۲۵ دسمبر کو اللہ کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ)

کرسمس ڈے مت مناؤ..... کیوں؟

کیونکہ یہ ایک غیر اسلامی تہوار ہے خالصا نصاری کا تہوار ہے جسے مسلمانوں کو منانے کی قطعاً اجازت نہیں، کرسمس ڈے منانا اور اس دن مبارک باد دینا کفار سے مشابہت ہے جس کی وعید رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، غیر اسلامی تہوار کو منانا گویا کفار سے دوستی بڑھانا ہے جس کی ممانعت قرآن وسنت میں بے شمار انداز سے موجود ہے۔ لہذا مسلمانوں کو یہ تہوار نہیں منانا چاہئے اور نہ ساتھ شامل ہونا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس حدیث

الہامی کتابوں کا احترام کرو

محمد مالک بھنڈر (مسجد مکرم گوجرانوالہ)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا۔ اس شخص کی حالت (زنا کی پاداش میں) کچھ اس طرح تھی کہ اسے راکھ اور کوئلے سے سیاہ کیا گیا تھا اور وہ جسم پر کوڑے کھائے ہوئے تھا یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اپنے پاس بلا لیا اور فرمایا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو۔ یہودیوں نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے علمائے یہود میں سے ایک شخص کو بلا کر فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہاری کتاب میں زنا کی یہی حد ہے۔ یہودی عالم نے کہا نہیں۔ اگر آپ مجھے اللہ کی قسم نہ دیتے تو میں حق بات نہ کہتا (مگر اب سچ کہنا ہی پڑے گا اور وہ یہ ہے کہ) ہماری کتاب میں زنا کی حد تو رجم ہی ہے لیکن جب ہمارے امیر لوگوں میں زنا بہت زیادہ پھیل گیا تو پہلے یہ ہوا کہ جب ہمارے معززین جرم زنا میں پکڑے جاتے تو ہم انہیں چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب اور کمزور پکڑا جاتا تو ہم اس پر حد جاری کر دیتے پھر ہم نے جمع ہو کر باہمی مشورہ سے طے کیا کہ امیر اور غریب کیلئے ایک درمیانی سزا مقرر کر لی جائے (اور سب کو وہی سزا دی جائے) چنانچہ پھر ہم نے رجم کے بدلے زنا کی سزا منہ کالا کرنا اور کوڑے لگانا مقرر کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودی عالم کی بات سنی پھر کہا اے اللہ...! سب سے پہلے میں ہی تیرے حکم رجم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ ان لوگوں (یہودیوں) نے اسے مردہ کر ڈالا تھا۔ پھر آپ کے حکم سے یہودی مجرم کو رجم کیا گیا۔ [مسلم، الحدود، باب رجم الیھود]

اور یہی واقعہ سنن ابی داؤد کتاب الحدود میں مذکور ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فیصلہ کیلئے آپ کو ساتھ لے گئے اور یہود نے ایک تکیہ رکھ دیا آپ کیلئے آپ بیٹھے اور فرمایا تورات کو میرے پاس لاؤ تورات لائی گئی رسول اللہ ﷺ نے تکیہ نکالا اور تورات کو اس پر رکھا اور فرمایا میں ایمان لایا تجھ پر اور اس پر جس نے تجھ کو اتارا۔

وضاحت: اس واقعہ سے اس بات کا سبق حاصل ہوتا ہے کہ آسمانی کتابوں کا احترام فرض ہے تورات باوجود یہ کہ منسوخ کتاب تھی اس کے باوجود آپ نے احترام کیا تو قرآن مجید جو کہ غیر محرف، غیر منسوخ کلام الٰہی ہے اس کا احترام پوری انسانیت پر فرض ہے اور اس پر ایمان لانا پوری انسانیت پر فرض ہے۔

فقہ وفتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحکام ومسائل

الشیخ عبداللطیف حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ بہاولپور)

س.....:من کنت مولاہ فعلی مولاہ حدیث کا حوالہ دیں اور اسکا مفہوم واضح کریں.....؟

ج.....: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من کنت مولاہ فعلی مولاہ)) ''جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔''

یہ روایت صحیح ہے۔ترمذی' کتاب المناقب' باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۷۱۳ میں آتی ہے' مستدرک حاکم ۱۱۰/۳ میں بھی مذکور ہے۔لفظ مولی کئی ایک معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ علامہ جزری النہایۃ ۲۲۸/۵ میں فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کئی ایک افراد کے لیے بولا جاتا ہے اس کے کئی ایک معانی ہیں۔مثلاً ربّ، مالک، سید، احسان کرنے والا، آزاد کرنے والا، جسے آزاد کیا جائے، مددگار، محبّ، تابعداری، پڑوسی، چچازاد، حلیف، معاہدہ کرنے والا وغیرہ وغیرہ۔

مگر اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جس کا میں محبوب ہوں اسکا علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے یا جس سے میں محبت کرتا ہوں علی بھی اس سے محبت کرتا ہے۔لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔

دیکھئے القاموس الوحیدص (۱۹۰۰) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أنت أخونا ومولانا)) ''تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔'' بخاری (۲۶۹۹)

مگر اس کا معنی یہ لینا کہ میرے بعد امام یا خلیفہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے بالکل غلط ہے۔اگر یہ مفہوم ہو تو نعوذ باللہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو سچ ثابت نہ ہوئی کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے ہیں نہ کہ علی رضی اللہ عنہ۔

س.....:((انا مدینۃ العلم وعلی بابھا.....)) حدیث کی تحقیق پیش کریں.....؟

ج.....: یہ حدیث مکمل اس طرح ہے:

انا مدنية العلم وعلى بابها فمن اراد العلم فليأته من بابه

یہ روایت طبرانی ۳/ ۱۰۸، حاکم ۳/ ۱۲۶، تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۸، تاریخ دمشق ۱۲/ ۱۵۹۔ میں آتی ہے اور موضوع اور من گھڑت روایت ہے۔ اسکی سند میں عبدالسلام بن صالح الھروی ہے امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد جب اس روایت کو صحیح الاسناد کہا تو امام ذھبی نے یہ کہہ کر اس کا رد کیا بَلْ مَوْضُوْعٌ کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔ امام ذھبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الضعفاء والمستدرکین میں کہا ہے کہ:

اتهمه بالكذب غير واحد قال ابو زرعه لم يكن بثقة وقال ابن عدى متهم وقال غيره رافضى

اسے کئی ایک نے متہم بالکذب قرار دیا۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں یہ ثقہ نہیں ابن عدی نے اسے تہمت زدہ (متھم) کہا ہے اور باقی لوگوں نے اسے رافضی قرار دیا ہے۔

تفصیل کے دیکھیں (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ :۲۹۵۵)

س.....: میرے بڑے دو بیٹے عمیس اور سعد ہیں، عمیس کی عمر 8 سال اور سعد 6 سال کا ہے، میں گھر میں فرضی نماز کے لیے عمیس کو امام بنالیتی ہوں اور سعد کو پیچھے لیکر کھڑی ہو جاتی ہوں کیا اس طرح نماز باجماعت پڑھنا صحیح ہے۔؟

ج.....مناسب بات تو یہ ہے کہ اپنے بچوں کو مسجد میں باجماعت نماز کے لیے بھیجیں تا کہ وہ آدابِ نماز اچھی طرح سیکھ سکیں اور اگر مسجد قریب نہ ہو یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو گھر میں ایک جگہ کو خاص کر کے اس کو جائے نماز بنالیں۔ مگر آپ اپنے بچے کو اپنے ساتھ کھڑا نہ کریں کیونکہ عورت اکیلی صف ہوتی ہے اور وہ ایک صف میں اکیلی نماز پڑھے گی۔

(صحیح البخاری ، الصلاۃ ، باب الصلاۃ علی الحصیر (۳۸)

لہذا دونوں بھائی اس طرح کھڑے ہوں کہ امام بائیں جانب اور مقتدی دائیں جانب اور ماں اکیلی پیچھے کھڑی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ردبدعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ صفر اور اس کے مسائل

محمد عظیم حاصل پوری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ التوبة:(٥١)

''نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو بتادیں جو مقدر میں لکھا ہے وہی ہونے والا ہے وہ ہمارا مولا ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

ماہ صفر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اِس مہینے کی نہ کوئی فضیلت بیان کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اِس مہینے میں کسی بھی حلال اور جائز کام کو کرنے سے رُکا جائے،، جو مہینے فضیلت اور حُرمت والے ہیں اُن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سال اپنی اُسی حالت میں پلٹ گیا ہے جس میں اُس دِن تھا جب اللہ نے زمین اور آسمان بنائے تھے، سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار حُرمت والے ہیں، تین ایک ساتھ ہیں، ذی القعدہ، ذی الحج، اور مُحرم اور مُضر والا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔''

صحیح البُخاری: ٧٩١٣، ٢٦٦٤۔

دو جہانوں کے سردار ہمارے محبوب مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ چار مہینے حُرمت والے ہیں یعنی اُن چار مہینوں میں لڑائی اور قتال نہیں کرنا چاہیئے، اِس کے عِلاوہ کسی بھی اور ماہ کی کوئی اور خصوصیت بیان نہیں ہوئی نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے!!!! حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہ ہونے کے باوجود کچھ مہینوں کو بابرکت مانا جاتا ہے اور من گھڑت رسموں اور

عِبادت کے لیئے خاص کیا جاتا ہے اور کُچھ کے بارے میں یہ خیال کِیا جاتا کہ اُن میں کوئی خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی بیاہ، یا سفر وغیرہ نہیں کرنا چاہیے، حیرانگی اِس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے، یہ تو معلوم ہے جِس کا ذِکر اِن شاء اللہ ابھی کروں گا، حیرانگی اِس بات کی ہے کہ جو باتیں اور عقیدے کِسی ثبوت اور سچی دلیل کے بغیر کانوں، دِلوں اور دِماغوں میں ڈالے جاتے ہیں اُنہیں تو فوراً قبول کر لیا جاتا ہے لیکن جو بات اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ سچے اور ثابت شُدہ حوالہ جات کے ساتھ بتائی جاتی ہے اُسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلے بہانے، منطق وفلسفہ، دِل وعقل کی کسوٹیاں اِستعمال کر کر کے راہ فرار تلاش کرنے کی بھرپُور کوشش کی جاتی ہے اور کچھ اِس طرح کہا لکھا جاتا ہے کہ::: اجی یہ بات دِل کو بھاتی نہیں::: کچھ ایسا ہے کہ عقل میں آتی نہیں!!!!

افسوس اُمتِ مُسلّمہ روایات میں کھوگئی
مُسلّم تھی جو بات خُرافات میں کھوگئی

اِن ہی خُرافات میں سے ماہِ صفر کو منحوس جاننا ہے۔

کیا کسی چیز میں نحوست ہے۔؟

پہلے تو یہ سُن لیجیئے کہ اللہ تعالیٰ نے کِسی چیز کو منحوس نہیں بنایا، ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حِکمت ہے کہ وہ کِس چیز میں کِس کے لیے برکت دے اور کِس کے لیے نہ دے، آیئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان آپ کو سُناوں، جو ہمارے اِس موضوع کے لیئے فیصلہ کُن ہے، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نحوست کا ذِکر کِیا گیا تو فرمایا:

''اگر نحوست (کِسی چیز میں) ہوتی تو اِن تین میں ہوتی، عورت، گھر اور گھوڑا۔''

صحیح البُخاری، النکاح، باب ۱۸، صحیح مُسلم، ۲۲۲۵،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ (اگر نحوست کِسی چیز میں ہوتی) صاف بیان فرماتا ہے کہ کوئی چیز منحوس نہیں ہوتی اور یہ بات بھی ہر کوئی سمجھتا ہے کہ جب کوئی چیز کہا جائے گا تو اُس میں مادی غیر مادی ہر چیز شامل ہوگی یعنی وقت اور اُس کے پیمانے بھی شامل ہوں گے، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے اِس فرمان مُبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ نحوست کسی چیز کا ذاتی جُز نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس چیز کو جس کے لیئے چاہے برکت والا بنائے اور جس کے لیے چاہے بے برکتی والا بنائے، یہ سب اللہ کی حکمت اور مشیت سے ہوتا ہے نہ کہ کسی بھی چیز کی اپنی صفت سے، دیکھ لیجیے کوئی دو شخص جو ایک ہی مرض کا شِکار ہوں ایک ہی دوا اِستعمال کرتے ہیں ایک کو شِفاء ہو جاتی ہے اور دوسرے کو اُسی دوا سے کوئی آرام نہیں آتا بلکہ بسا اوقات مرض بڑھ جاتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جگہ میں ایک ہی جیسا کاروبار کرتے ہیں کسی کوئی فائدہ ہوتا ہے کسی کو نُقصان اور کوئی درمیانی حالت میں رہتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جیسی سواری اِستعمال کرتے ہیں کسی کا سفر خیر و عافیت سے تمام ہوتا ہے اور کسی کا نہیں، اِسی طرح ہر ایک چیز کا معاملہ ہے۔

برکت اور اضافے کا فرق

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کی ہے کہ برکت اور اضافے میں بہت فرق ہوتا ہے کسی کے لیے کسی چیز میں اضافہ ہونا یا کسی پاس کسی چیز کا زیادہ ہونا اِس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ اُسے برکت دی گئی ہے، عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ کافروں، اور بدکاروں کو مسلمانوں اور نیک لوگوں کی نسبت مال و دولت، اولاد، حکومت اور دُنیاوہ طاقت وغیرہ زیادہ ملتی ہے، تو اِس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اُنہیں برکت دی گئی ہے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے اُن پر آخرت کا مزید عذاب تیار کرنے کا سامان ہوتا ہے، کہ، لو اور خُوب آخرت کا عذاب کماو، یہ ہمارا اس وقت کا موضوع نہیں ہے لہذا اِس کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی جارہی۔

نحوست کے متعلق کافروں کا عقیدہ

اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے اصل میں یہ کام تو زمانہ جاہلیت بلکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کا ہے جیسا کہ سورہ یٰسین میں ہے کہ:

''ایک بستی کی طرف اللہ تعالیٰ نے دو رسول بھیجے اور ان کی تائید کے لیے تیسرا رسول بھی بھیج دیا تو بستی والے کہنے لگے کہ تمہاری وجہ سے ہمارے اوپر نحوست چھا چکی ہے اور اگر تم (اپنی

دعوت سے) باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے تو ان پیغمبروں نے جواب دیا کہ یہ نحوست تو تمہارے اعمال کی وجہ سے تم پر چھائی ہے۔ بلکہ تم تو حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو۔''

یٰس (۱۴تا۱۹)

صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ:

﴿ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴾

''تمہارے اور تمہارے ماننے والوں کی وجہ سے ہم پر نحوست چھا گئی ہے تو فرمایا یہ نحوست تو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (تمہارے اعمال کی وجہ سے) ہے۔ بلکہ تم تو فتنہ باز لوگ ہو۔'' نمل (۴۷)

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا حال تھا:

''جب انہیں کوئی خیر و بھلائی نصیب ہوتی تو کہتے یہ تو ہمارا حق ہے اور جب کوئی پریشانی آتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ خبردار! یہ نحوست تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کی اعمال کی وجہ سے) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

الاعراف (۱۳۱)

عرب کے کافر اور ماہ صفر

بات صفر کے مہینے کی ہو رہی تھی کہ نہ تو اس کی کوئی فضیلت قرآن و سنّت میں ملتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اِس مہینے کو بے برکت یا بُرا سمجھا جائے، جی ہاں، اِسلام سے پہلے عرب کے کافر اِس مہینے کو منحوس اور باعثِ نُقصان سمجھتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ صفر ایک کیڑا یا سانپ ہے جو پیٹ میں ہوتا ہے اور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے اُس کو قتل کر دیتا ہے اور دوسروں کے پیٹ میں بھی مُنتقل ہو جاتا ہے، یعنی چھوت کی بیماری کی طرح اِس کے جراثیم مُنتقل ہوتے ہیں، اور اِسی لیے اپنے طور پر

ایک سال چھوڑ کر ایک سال میں اِس مہینے کو محرم سے تبدیل کر لیتے اور محرم کی حُرمت اِس پر لا گو کرتے کہ شاید حُرمت کی وجہ سے صفر کی نحوست کم یا ختم ہو جائے، اور دوسرا سبب یہ ہوتا کہ محرم کی حُرمت صفر پر لا گو کر کے محرم کو دوسرے عام مہینوں کی طرح قرار دے کر اُسمیں وہ تمام کام کرتے جو حُرمت کی بنا پر ممنوع ہوتے۔

(تفصیلات کے لیئے دیکھیئے تحت الحدیث، فتح الباری شرح صحیح البُخاری رالامام الحافظ ابن حَجر العسقلانی، عُمدۃ القاری شرح صحیح البُخاری رعلامہ بدرالدین العینی، شرح امام النووی علیٰ صحیح مُسلم، عَونُ المعبُود شرح سُنن ابی داود رعلامہ شمس الحق العظیم آبادی، الدیباج علیٰ صحیح مُسلم رامام السیوطی)

صفر منحوس نہیں

اسلام نے اس طرح کے تمام توہمات، خرافات اور بدشگونی کی مذمت فرمائی' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((لاَ عَدْوَی وَلاَ طِیَرَۃَ، وَلاَ هَامَۃَ وَلاَ صَفَرَ))

''نہ (کوئی) چُھوت (کی بیماری) ہے، نہ ھامہ ہے، نہ پرندوں (یا کسی بھی چیز) سے شگون لینا (کوئی حقیقت رکھتا) ہے، نہ صفر (کوئی بیماری یا نحوست والا مہینہ ہے اور نہ اِس کی کسی اور مہینہ کے ساتھ تبدیلی) ہے۔'' البُخاری، الطب، باب ٤٤، مُسلم، ٢٢٢٠،

لا عدویٰ کا مطلب

لا عدوی یہ ہے کہ کوئی بیماری مشیت الٰہی کے بغیر بذات خود کسی دوسرے انسان کو نہیں لگ سکتی بیماری میں یہ قوت موجود نہیں جیسا کہ موجودہ دور میں بھی کچھ لوگ یہی نظریہ لیے بیٹھے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ مشیت الٰہی سے جسے ابتداء میں بیماری لگی تھی کسی دوسرے کو بھی لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ)) ''پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی''

ولا طیرۃ کا مفہوم:

زمانہ جاہلیت میں کوئی کام کرنے سے پہلے فال نکالتے تھے اس کے لیے پرندوں کواڑانے اور تیروں کونکالنے کا کام کیا جاتا تھا جس کی بناپر وہ بدشگونی کا شکار ہوتے تھے اسلام نے اس کے وجود کی بالکل نفی کردی۔

ھامہ کیا ہے۔؟

ابھی جو حدیث نقل کی گئی اُس میں ھامہ کا ذِکر تھا، بہت اختصار کے ساتھ اُس کا معنی بیان کرتا چلوں، یہ بھی عربوں کے غلط جھوٹے عقائد میں سے ایک تھا، کہ جِسے قتل کیا جاتا ہے اس کی روح اُلّو بن جاتی ہے اور اپنا انتقام لینے کے لیے رات کو نکلتی ہے، اور جب تک اُس کا اِنتقام پورا نہیں ہوتا وہ اُلّو بن کر راتوں کو گھومتی رہتی ہے، اور سانپوں کے بارے میں بھی ایسا ہی عقیدہ پایا جاتا تھا، اور کُچھ اور معاشروں میں اِسی قسم کا عقیدہ چمگادڑ وغیرہ کے بارے میں پایا جاتا ہے، عرب اپنے اِس باطل عقیدے کی وجہ سے اُلّو کی آواز کو بھی منحوس جانتے اور اُس کو دیکھنا بھی بدشگونی مانتے، سانپوں کے انتقام، چمگادڑوں اور اُلوؤں کے عجیب وغریب کاموں اور قوتوں اور اثرات کے بارے میں بے بُنیاد جھوٹے قصے آج بھی مروج ہیں اور اُسی طرح کے جھوٹے عقائد بھی لوگوں کے دِلوں و دِماغوں میں گھر بنائے ہوئے ہیں۔

ولاصفر کا مطلب

ولاصفر کا مطلب یہ ہے صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے اور نہ اس میں مصیبتیں اترتی ہیں اور نہ شادی کرنے پر پابندی ہے جیسا کہ عربوں کا تصور تھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً صَرْصَراً فِيْ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ﴾

''ہم نے ان پر منحوس ایام میں تیز آندھی بھیج دی۔'' حم السجدہ:(١٦)

لہذا کچھ دن منحوس ہوسکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دن بذات خود منحوس نہیں ہے کہ جیسا کہ جوتشیوں اور انسانی زندگی پر سیاروں کے اثرات تسلیم کرنے والوں کا نظریہ ہے۔ وہی دن جو قوم

عاد کے لیے منحوس تھے۔صالح علیہ السلام اور مومنوں کے لیے مبارک تھے۔جس دن فرعون اور اس کے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہوئے فرعون اور آل فرعون کے لیے وہ دن منحوس تھا مگر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے مبارک تھا۔اگر یہ دن بذاتہ منحوس ہوتے تو عذاب صرف قوم عاد کے مجرموں پر ہی نہ آتا بلکہ ساری دنیا پر آتا۔ تیسر القرآن (۱۰۷/٤)

تو عرب صفر کے مہینے کے بارے میں منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے،افسوس کہ اِسی قسم کے خیالات آج بھی مُسلمانوں میں پائے جاتے ہیں،اور وہ اپنے کئی کام اِس مہینے میں نہیں کرتے،آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مہینے کے بارے میں پائے جانے والے ہر غلط عقیدے کو ایک حرفِ میں بند کر کے مُسترد فرما دِیا،سال کے دیگر مہینوں کی طرح اِس مہینے کی تاریخ میں بھی ہمیں کئی اچھے کام ملتے ہیں،جو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اُسکے بندوں نے کیے،مثلاً:

ہجرت کے بعد جہاد کی آیات اللہ تعالیٰ نے اِسی مہینے میں نازل فرمائیں،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حُکم پر عمل کرتے ہوئے پہلا غزوہ اِسی مہینے میں کِیا،جِسے غزوہ الابوا بھی کہا جاتا ہے اور ودّان بھی۔

اِیمان والوں کی والدہ مُحترمہ خدیجہ بنت الخویلد رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی مُبارک اِسی مہینے میں ہوئی۔خیبر کی فتح خیبر اِسی مہینے میں ہوئی۔

ماہ صفر کے متعلق توہم پرستی

برصغیر کے بعض علاقوں میں صفر کے پہلے تیرہ دن بڑے سختی کے خیال کیے جاتے ہیں ان کو تیزی کے دن کہا جاتا ہے ان دنوں میں شادی کو نحوست کا سبب سمجھا جاتا ہے بلائیں،آفتیں اور فتنے کثرت سے اترتے ہیں لوگ سفر کرنے سے ڈرتے ہیں اسی وجہ سے ان دنوں میں لوگ صدقہ کے طور پر چنے اُبال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔یہ سب غلط نظریات ہیں جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہِ صفر کی مخصوص عبادات

ہمارے ملک میں بعض علماء کرام کا خیال ہے کہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ میں چاشت کے وقت ایک

سلام کے ساتھ چار رکعت نفل پڑھیں ہر رکعت میں سترہ (۱۷) بار سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکوثر اور پچاس بار سورۃ الاخلاص (قل هو الله احد) اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ایک ایک بار پڑھیں، ہر رکعت میں ایسا ہی کریں اور سلام پھیری جائے، اور جب سلام پھیری جائے تو تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار (الله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون) اور تین بار جوہر کمال پڑھنا مشروع ہے، اور سبحان ربك رب العزة عما يصفون، وسلام على المرسلين، والحمد لله رب العالمين پڑھ کر ختم کی جائے، اور فقراء ومساکین پر کچھ روٹی صدقہ کی جائے اور اس آیت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ کو پہنچنے والی تکلیف اور پریشانی کو دور کرتی ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ: ہر برس تین سو بیس تکلیفیں اور آزمائشیں اترتی ہیں، اور یہ ساری کی ساری ماہ صفر کے آخری بدھ میں ہیں، تو اس طرح پورے سال میں یہ دن سب سے مشکل ترین دن ہوتا ہے، اس لیے جو بھی اس مذکورہ کیفیت میں نماز ادا کرے گا اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اس دن میں نازل ہونے والی ساری تکلیفوں پریشانیوں اور آزمائشوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا، تو کیا یہی حل ہے؟

مذکور نوافل کے متعلق کتاب وسنت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں، اور ہمارے نزدیک تو امت کے سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہو، بلکہ یہ بدعت اور منکرات میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ثابت ہے:

''جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔'' (صحیح مسلم)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے اور جس کسی نے بھی اس نماز اور اس کے ساتھ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کی طرف منسوب کیا تو اس نے بہت عظیم بہتان بازی کی، اور وہ اللہ تعالی کی جانب سے جھوٹے اور کذاب لوگوں کی سزا کا مستحق ٹھرے گا۔ دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلميه والافتاء (2 / 354).

اور شیخ محمد عبد السلام الشقیری کا کہنا ہے:

جاہلوں کی عادت بن چکی ہے کہ سلام والی آیات مثلا (سلام علی نوح فی العالمین)الایۃ لکھ کر برتنوں میں رکھ کر ماہ صفر کے آخری بدھ کو پیتے اور اس سے تبرک حاصل کرتے اور ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں دیتے ہیں، کیونکہ ان کا اعقاد ہے کہ اس سے شر اور برائی جاتی رہتی ہے، یہ اعتقاد باطل اور فاسد اور اس سے نحوست پکڑنا مذموم، اور بہت ہی قبیح قسم کی بدعت ہے، جو شخص بھی کسی کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھے اس سے روکنا واجب اور ضروری ہے۔السنن و المبتدعات (111- 112).

احمد رضا خان بریلوی کا اعتراف:

آخری چہار شنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔

احکام شریعت جلددوم (ص/ ۱۱۰، ۱۱۱)

بیماریوں کا نزول:

پورے سال میں تین لاکھ بیس ہزار بیماریاں اترتی ہیں اور یہ ساری کی ساری صفر میں اترتی ہیں یہ سال کا سخت ترین دن ہے۔ جو آدمی چار رکعات نفل پڑھے اور دعائیں کرے محفوظ ہو جاتا ہے، گناہ معاف کروانے کے لیے چار رکعت چاشت کے وقت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ سورہ الم نشرح، ستر مرتبہ سورہ والتین، ستر مرتبہ سورہ نصر اور ستر مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔اسی طرح کی اور بھی بہت سی خرافات ہیں۔اس قوم کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ بدشگونی ان کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے مثلا: سیاہ بلی راستہ کاٹ گئی تو نحوست..... پہلے گاہک کو ادھار دینا نحوست..... پہلے گاہک کو خالی موڑنا نحوست.....جس گھر میں بچہ پیدا ہو کسی غیر عورت کا آنا نحوست اسی طرح آفت سے بچنے کے لیے بچہ کے پاس تالا یا چھری یا لوہے کی چیز رکھنا، بچے کی پیدائش پر دروازے پر ایک خاص درخت کے پتے لٹکانہ، نئی گاڑی خرید کر اس کے سامنے یا پیچھے پرانا جوتا یا کالا کپڑا باندھنا، بہترین مکان بنا کر اس کی چھت پر کالی ہنڈیا رکھنا، حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ اَوْ تُطُيِّرَ لَهُ)) الصحيحة:(٢١٩٥)

''بدشگونی کرنے والا یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس کو بدشگونی نے اس کے کام سے روک دیا اس نے شرک کیا''

مسند احمد:(٧٠٤٥)

کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔اوران کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔وہ لوگ داغ نہیں لگواتے.....کسی سے کہہ کر دم نہیں کرواتے.....بدشگونی اور بدفالی کے قائل نہیں.....صرف اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔حدیث میں تفصیل ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر امتیں پیش کی گئیں (یعنی دکھلائی گئیں) تو میں نے کہ ایک نبی ہے، اس کے ساتھ چند آدمی ہیں۔ایک اور نبی ہے اس کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہی ہیں۔ایک اور نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہو گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم (بنی اسرائیل) ہے لیکن تو دوسرے کنارے کی طرف دیکھ (میں نے اس کنارے کی طرف دیکھا) تو ایک بڑا گروہ تھا مجھ سے کہا گیا کہ: یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے

(یہ بیان کرنے کے بعد اپنی مجلس سے) اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔پس لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں بحث کرنی شروع کر دی جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائے گے (کہ یہ کون ہوں گے؟) بعض نہ کہا شائد یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔بعض نہ کہا شائد یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ انہوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔اس طرح انہوں نے (اپنے اپنے گمان کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔اتنے میں رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔آپ نے پوچھا، تم کس چیز میں بحث کر رہے تھے؟

انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی (جو آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ کسی اور سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

(یہ سن کر) عکاشہ بن محصنؓ کھڑے ہوئے اور کہا' اللہ کے رسول میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کردے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، تو ان میں سے ہے۔ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ، میرے لیے بھی فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ نے فرمایا: عکاشہ اس میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔'' صحیح البخاری ، الطب (۵۷۰۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

''اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں''

سنن ترمذی ، أبواب الزهد ، (۲۳٤٤) صحیح

نبی ﷺ کو کہا جا رہا ہے: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾

''آپ اس ذات پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں آسکتی۔'' (فرقان:۵۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اگر ساری امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ وہ آپ کا فائدہ کریں تو اللہ کو اگر منظور ہے تو فائدہ ہوگا اور اگر سارے مل کر تیرا نقصان کرنا چاہیں تو اللہ کو جو منظور ہے وہی ہوگا۔ ترمذی ، صفة القيامة (۲۵۱٦)

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد توہم پرستی ، بدشگونی اور شک پر نہیں بلکہ خالص یقین اور بصیرت پر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ یوسف:(۱۰۸)

''اے نبی ﷺ کہہ دیں! یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں بھی صاحب بصیرت ہوں اور میرے ماننے والے بھی صاحب بصیرت ہیں۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردمرزائیت

جھوٹے نبی کی چند واضح نشانیاں

ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی (بھکر)

اہل اسلام کے اجتماعی عقیدہ کے مطابق سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے ذریعے قصر نبوت اور سلسلہ نبوت کی تکمیل ہو چکی ہے آپ کے بعد اب قیامت تک کسی نبی یا رسول کی نہ تو ضرورت ہے، نہ ہی کوئی رسول یا نبی آئے گا۔ باقی رہا روح اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قبل از قیامت آسمان سے نزول تو آپ نبی کی حیثیت سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ شریعت محمدی اور تعلیمات محمدیہ ہی کی تبلیغ اور نشر واشاعت کریں گے۔

اہل علم نے ختم نبوت کے سلسلے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے اس قدر دلائل مختلف کتابوں، رسالوں اور مضامین میں جمع کر دیئے ہیں کہ انہیں پڑھ کر اس عقیدے کی پختگی اور صحت پر مکمل اطمینان ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا، ان میں سے برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بہت نمایاں ہے' علمائے کرام نے مرزا کی زندگی میں ہی اس کی خوب خبر لی تقریر، تحریر، مناظرے اور مباحثے ہر انداز سے اس کے کذب کو واضح کیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے' مرزا کے دجل و کذب کے لئے علمی اور تفصیلی دلائل کی کچھ کمی نہیں تاہم بعض ایسی واضح نشانیاں اور علامات ہیں کہ ان کی روشنی میں برملا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوائے نبوت میں یقیناً کاذب تھا۔

مرزا قادیانی کے کذب کے دلائل

① دنیا میں کوئی نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا جبکہ مرزا صاحب نے بہت سے لوگوں کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علمی استفادہ کیا' مولوی فضل الٰہی حنفی ساکن قادیان، مولوی گل علی شاہ (شیعہ) مولوی میر حسن سیالکوٹی اور مرزا غلام مرتضیٰ' ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

② احادیث مبارکہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ہر نبی نے دنیا میں بکریاں

چرائیں اور میں بھی اجرت پر اہلِ مکہ کی بکریاں چراتا رہا مگر مرزا صاحب نے کبھی بکریاں نہیں چرائیں۔

③ کوئی نبی اخلاقی گراوٹ اور مجرمانہ حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے احوال جو کہ خود اس کے خاص الخاص مریدوں نے لکھے ہیں اور یہ کتابیں اب بھی دستیاب ہیں، ان میں مرزا صاحب کی اخلاقی گراوٹ اور مجرمانہ حرکتوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

④ کوئی نبی مرحلہ وار نبوت کا دعوی نہیں کیا کرتا جبکہ مرزا کاذب نے کبھی سلمان فارسی ہونے کا، کبھی حسن، حسین، علی ہونے کا، کبھی ذوالقرنین ہونے کا، کبھی حجر اسود، کبھی بیت اللہ، کبھی آدم، کبھی خدا اور کبھی خدا کا بیٹا ہونے کا اور بالآخر رسول اور نبی ہونے کا دعوی کیا یہ بھی اس کے جھوٹے اور فاتر العقل ہونے کی واضح علامت ہے۔

⑤ ہر نبی کا نام مفرد ہوتا ہے۔ مثلاً آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل موسی علیہم السلام اور عیسی علیہ السلام وغیرہ، مگر اس موصوف کا نام غلام احمد مرکب ہے۔

⑥ ہر نبی وہی بات کہتا ہے جو اسے اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے' اللہ کے نبی جو پیش گوئی کریں وہ پوری ہوتی ہے مگر مرزا غلام احمد کی بدقسمتی کہ ان کی ایک بھی پیش گوئی پوری نہ ہوئی انہوں نے جو بھی پیش گوئی کی اس کی وجہ سے رسوا اور شرمندہ ہی ہوئے۔

⑦ اللہ کے نبی دنیوی مال و دولت بطور وراثت چھوڑ کر دنیا سے رخصت نہیں ہوتے' اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائیں تو وہ امت کے لئے صدقہ ہوتا ہے جبکہ ادھر یہ حال ہے کہ مرزا صاحب کی جائیداد ان کے اہل خانہ میں تقسیم ہوئی۔

⑧ اللہ کے نبیوں کی ایک روایت یہ چلی رہی کہ وہ جہاں فوت ہوئے ان کی تدفین بھی اسی جگہ عمل میں لائی گئی' ادھر دنیا جانتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات لاہور میں اور تدفین قادیان میں ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے سچے رسولوں اور نبیوں والی ایک بھی علامت مرزا غلام احمد قادیانی میں نہیں لہذا وہ اپنے دعوے میں یقیناً جھوٹا ہے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه (آمین)

کرامت کا صحیح مفہوم

محمد سعید السدلیس (چشتیاں)

کرامات کے معنی ہوتے ہیں کہ اللہ عزوجل خالق السموات والارض اپنے بعض صالح موحد، متقی بندوں کے ہاتھوں پر کوئی کام ان کے اکرام اپنے دین اسلام کی نصرت کے لیے جاری کردے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ، لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

''سن رکھ جو لوگ اللہ کے ولی (دوست) ہیں نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم پر وہ لوگ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری اختیار کیا کرتے تھے ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشی ہے اور آخرت میں بھی اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتی یہی بڑی کامیابی ہے۔ (یونس ٦٢ تا ٦٤)

کرامت کو اللہ عزوجل احکام وشریعت کا مکمل التزام کرنے والے بعض صالح، موحد متقی بندوں کے ہاتھوں ظاہر کرتا ہے۔ ایسا اللہ کبریا اپنے بندوں کے اکرام میں کرتا ہے۔ کہ جس سے ان کو دین اسلام پر عمل میں پیش آنے والے مصائب پر صبر واستقامت میں مدد ملتی ہے۔ اور وہ اپنے دلوں کو مضبوط کر کے شریعت مطہرہ کی اشاعت اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کیلئے ڈٹ جایا کرتے ہیں۔

اگر یہ کرامت ایمان پیہم، یقین محکم اور قرآن وسنت کے مطابق عمل صالح والے مومن شخص کے ہاتھ سے نہیں بلکہ شرک وخرافات میں ملوث شریعت کے منکر ومخالفت کسی آدمی سے ظاہر ہو تو پھر یہ کرامت نہیں بلکہ سری دھوکہ اور شعبدہ بازی ہوگی۔

اولیاء اللہ کی کرامت کا وقوع پذیر ہونا۔ دراصل انبیاء کے معجزات کے تابع ہے اس لیے کسی بھی شخص کو کرامت کا حصول نہیں ہوتا مگر یہ ہے کہ اس کی اپنے نبی ﷺ کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کی برکت

سے اور اس کے اپنے نبی کے دین والے سیدھے راستے اور اس کی شریعت والی راہ پر چلنے کے سبب سے۔ کرامت اور معجزہ کا اختیار انسان کے اپنے ہاتھ میں قطعاً نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ معاملہ خالص اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ سورۃ انعام ۱۰۹ اور غافر ۷۸ حوالے سے گزرا۔

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔ کرامت سب کی وہی ہوتی ہیں اور وہ جو کسب سے حاصل بھانستی کا تماشا ہے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ ملفوظات حصہ چہارم ص ۳۴۵ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور

کرامت کا ظہور بعض وجوہات واسباب کی خاطر بھی ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ بندے کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان وعقیدہ ارا ن کا یقین و محکم تھا۔

۲۔ دشمنِ اسلام پر حجت قائم کرنے کے لیے

۳۔ دینِ حق کی سچائی ونصرت کرامت کو عقل کے ساتھ مقید نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری عقل نہیں جانتی اس لیے کرامت کوئی چیز نہیں بلکہ کرامت شرعی اصول وضوابط کے ساتھ مقید ہے جو تا قیامت تک ہے، ان میں تبدیلی نہ ممکن ہے۔

یہ کرامت کسی بھی شرعی حکم اور دینی قاعدہ کو حرام اور منع قرار نہ دے۔ زندہ مومن صالح مسلمان سے واقع ہو۔ دین اسلام کی نصرت کے لیے ہو اور یہ بات بھی یاد رہے کہ کرامت کے ذریعے شرعی احکام میں سے کوئی نیا حکم ثابت نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی ثابت شدہ شرعی حکم کی نفی ہوا کرتی ہے۔ اگر ان شروط میں سے کوئی بھی شرط ساقط ہو جائے تو وہ کرامت نہیں ہوگی بلکہ وہ صرف خیال اور وہم ہوگا۔ یا پھر شیطان کی طرف سے القاء۔ چند ایک کرامات یہاں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

ایک درویش آدمی جس کا نام جریج تھا، جنگل میں رہائش پذیر تھا۔ ایک فاحشہ اور زانیہ عورت نے اس پر اپنے ساتھ زنا کی تہمت لگا دی، تو اس درویش کی عفت و پاکدامنی کی شہادت اس زانیہ کے دودھ پیتے بچے نے بول کر دی۔ (صحیح البخاری: ۳۴۳۶)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بدر کے دن ایک مجاہد ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا مشرک اس کے آگے آگے بھاگ رہا تھا۔ اسی دروان میں اوپر سے کوڑا پڑنے کی آواز مجاہد کے کان

میں پڑی۔ساتھ ہی ایک گھڑ سوار کی آواز سنائی دی۔وہ (اپنے گھوڑے کا نام لے کر) کہہ رہا تھا :''اے حیزوم! آگے بڑھ۔'' اب مجاہد نے جونہی اپنے سامنے نظر دوڑائی تو وہی مشرک چاروں شانے چت گرا پڑا تھا۔مجاہد نے اس کو دیکھا تو اس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا اور کوڑے کی ضرب سے اس کا چہرہ پھٹ چکا تھا۔چہرے کا رنگ بدل کر سبز ہو گیا تھا۔یہ منظر دیکھنے والا انصاری مجاہد آیا۔اس نے سارا واقعہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''تم نے سچ کہا ہے، یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی۔(صحیح مسلم :۱۷۶۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک خاص منظر دکھایا، بصرہ میں آپ کی زمین تھی اور وہاں عرصہ دراز سے بارش نہیں ہو رہی تھی جس وجہ سے زمین قحط سالی کا شکار ہو گئی۔زمین کے نگران نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ سن کر کافی فکر مند ہوئے اور بعد میں اپنی زمین سے تھوڑا سا دور جا کر وضو کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: ابھی دعا مکمل ہی ہوئی تھی کہ بادل امنڈ آئے اور جہاں تک آپ کی زمین تھی وہاں وہاں پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش نازل فرما دی اور وہ بارش صرف اور صرف آپ کی زمین تک محدود رہی۔ طبقات ابن سعد(۷/۲۱)سیر اعلام النبلاء(۳/۴۰۱)

خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ایک سچی حقیقت ہی نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت بھی ہے۔انس رضی اللہ عنہ چونکہ آپ ﷺ کے شاگردِ رشید اور خاص خادم تھے اور آپ کے بعد آپ ﷺ کی تعلیمات کے سچے پیروکار تھے، اسی لیے آپ کو خواب میں بیشمار مرتبہ آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ رضی اللہ عنہ امام کائنات ﷺ کے بعد تقریباً ۸۳ سال زندہ رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہر رات ہی بابرکت رہی، قیام اللیل کی لذت ختم نہ ہوتی تھی کہ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی مٹھاس لینا شروع کر دیتے۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''میں نے تقریباً ہر رات اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں دیکھا.....راوی بیان کرتا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ رو پڑتے۔'' سیر اعلام النبلاء(۳/۴۰۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ان کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے تھے، چنانچہ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:''میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر پہلی جنگ لڑنے سے غیر حاضر رہا، اب اگر اللہ نے مجھے موقع دیا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے

ساتھ ہو کر جنگ کروں تو اللہ دیکھے گا کہ میں کس بے جگری سے جنگ کرتا ہوں۔''

جب غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کو عارضی شکست سے دو چار ہونا پڑا تو وہ فرمانے لگے :''اے اللہ! ان مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا اس سے میں تیرے حضور معذرت پیش کرتا ہوں، مشرکوں نے جو کچھ کیا، میں تیری جناب میں اس سے شدید کرب کا اظہار کرتا ہوں۔'' پھر آگے بڑھے تو ان کی ملاقات سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کہنے لگے :''سعد! کہاں جا رہے ہو؟ مجھے تو دامن احد سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور لڑنے لگے، حتیٰ کہ شہید کر دیے گئے۔ (صحیح بخاری :۲۸۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:''ان کھجوروں کو لے کر اپنے توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انھیں (ساری باہر نکال کر) نہ بکھیرنا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق (ایک وسق تقریباً ۱۵۰ کلو) اللہ کے راستے میں خرچ کئے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔ سنن الترمذی (۳۸۳۹) حسن، وصححه ابن حبان، الاحسان (٦٤٩٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ (بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) نے مدینے میں اپنے گورنر کی طرف لکھ بھیجا کہ وہ احد (پہاڑ) تک ایک چشمہ جاری کروا دے تو گورنر نے جواب دیا: یہ چشمہ شہیدوں کی قبروں کے پاس سے ہی گزر سکتا ہے تو انہوں (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ اسے جاری کر دو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :''پس میں نے دیکھا :ان (شہداء) کے اجسام (قبروں سے) لوگوں کی گردنوں پر نکالے جاتے تھے گویا وہ (شہداء) سو رہے ہیں، حتیٰ کہ (سیدنا) حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم سے خون جاری ہو گیا تھا۔ (المنتظم فی التاریخ، لابن الجوزی :۱۳/ ۹۴)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں کھجور کی ایک بوری تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس میں سے کھجوریں روز بروز گھٹ رہی ہیں۔ ایک رات میں جاگتا رہا اور اس کی نگہبانی کرتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جانور مثل جوان لڑکے کے آیا۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: تو انسان ہے یا جن؟ ذرا اپنا ہاتھ تو دے۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو کتے جیسا ہاتھ تھا اور اس پر کتے جیسے بال بھی تھے۔ میں نے کہا: کیا جنوں کی پیدائش ایسی ہی ہے؟ اس نے کہا: تمام جنات میں سب سے زیادہ قوت والا میں ہی ہوں۔ میں نے کہا: بھلا تو میری چیز پر کیسے دلیر ہو گیا؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہے تو صدقہ کو پسند کرتا ہے۔ ہم نے کہا پھر ہم کیوں محروم رہیں؟ میں نے کہا: تمہارے شر سے بچانے والی کونسی چیز ہے؟ اس نے کہا: آیت الکرسی۔ صبح جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبیث نے یہ بات تو بالکل سچ کہی۔ (السلسلة الصحيحه: ٣٢٤٥)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''حنظلہ بن ابی عامر لڑتے ہوئے ابوسفیان کے پاس جا پہنچے، وہ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ شداد بن اسود نے حنظلہ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا: ''تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، اس کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کا سبب کیا ہے؟)'' بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ جب حنظلہ نے معرکہ آرائی کا سنا تو اس پر غسل واجب تھا، لیکن وہ اللہ کے رستے میں اسی حالت میں نکل کھڑا ہوا۔ یہ سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسی وجہ سے فرشتوں نے حنظلہ کو غسل دیا۔'' (صحيح ابن حبان: ٢٥٦/٥)

محمد بن منکدر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب جنگِ احد کے دن میرے باپ نے جامِ شہادت نوش کیا تو میں رونے لگا، اور ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے کی کوشش کرنے لگا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے روکنے لگے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہیں روک رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر آنسو نہ بہاؤ، فرشتے اس پر اپنے پروں کے ساتھ مسلسل سایہ کیے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے اٹھا لیا۔ (صحيح بخاری: ٤٠٨٠)

اصلاح اصطلاحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد کا تحقیقی جائزہ

سید حذیفہ لطیف (جمال پور)

انسانی تخلیق کا اصل مقصد الٰہ واحد کی عبادت ہے خود کو اپنے آقا، مالک حقیقی اللہ تعالیٰ کا غلام اور بندہ سمجھنا، بڑائی، الوہیت اور ربوبیت صرف خالق کے لیے ہے۔ تمام انسان اس حیثیت میں ایک جیسے ہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے خلق فرمایا۔ اس خالق کا ایک ہی مطالبہ ہے اس کو الٰہ واحد مان کر اپنی زندگی اس کے نازل کردہ قانون کے مطابق گزاریں۔

اب کوئی کہیں دینے والا کسی بھی قوم سے تعلق رکھنے والا ہو اگر اُس کے مطالبے کو پورا کرے گا وہ اس کے انعام کا حقدار ہوگا اور کامیاب ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی نبی کے خاندان، نسل سے تعلق رکھتا ہو، خواہ وہ نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو وہ ناکام اور انعام کا حقدار نہیں۔ اللہ کی نگاہ میں سب انسان برابر ہیں۔ ان کے مراتب و مدارج ایمان و عمل کے لحاظ سے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

''اے انسانوں! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔'' (سورۃ حجرات:۱۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نسل پرستی کی اس گمراہی کو جڑ سے کاٹ دیا۔ رنگ نسل، قومیت کا تعصب ختم کر دیا۔ قوموں اور قبیلوں نے رنگ و نسل کی بنیاد پر قوانین بنا کر اونچ نیچ کی تمیز کر رکھی ہے اور دوسری قوموں پر ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ یہودیوں نے اسی بنا پر اسرائیلیوں کو اللہ کی جہنمی قوم قرار دے کر مذہبی احکام میں غیر اسرائیلیوں کے حقوق و مرتبے کو اپنے سے کم رکھا۔ ہندوؤں میں برہمن کا

مرتبہ اونچا شودروں کو نیچ، ناپاک اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ آریائی نسل پرستی کے فلسفے میں ''برہما'' کے سر کا درجہ برہمن کو دیا گیا، بے چارشودروں کو پیروں میں ڈال دیا گیا۔ جس کا سایہ بھی برہمن کے لیے ''بھرشٹ'' کر دینے والا ہے۔ گوروں لوگوں نے نسلی برتری زعم میں افریقہ وامریکہ میں سیاہ فام پر ظلم ڈھائے۔ جنگ عظیم میں نازی جرمنی کے فلسفہ نسلیت اور نارڈک نسل کی برتری کے تصور نے دوسری قوم کے انسانوں کے لیے درندہ بنا دیا۔

ہندوؤں میں ''برہمن'' سب سے اونچی ذات سمجھی جاتی ہے باقی سب نیچ اسی طرح مسلمانوں میں ''سید'' اونچی باقی نیچی ذات سمجھی جاتی ہیں حالانکہ سید نہ کسی قوم خاندان کا نام ہے نہ کسی قبیلے کا، سید ایک عربی لفظ ہے جس اردو ترجمہ ''سردار'' یا ''بڑا'' ہوتا ہے کسی بھی قوم کا سردار کافر ہو یا مومن اسے عربی میں سید کہیں گے۔ قرآن مجید میں دو مقامات پر سید کا لفظ آیا ہے۔ یحییٰ علیہ السلام کے لیے یوں ارشاد ہوا:

﴿مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَسَيِّداً وَحَصُوراً وَنَبِيّاً مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾

وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے والے سردار و پاکباز نبی اور صالحین میں سے ہوں گے۔''

(آل عمران :۳۹)

﴿وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾

اس عورت نے اس (یوسف علیہ السلام) کی قمیض پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے اس (عورت) کے سید (شوہر) کو دروازے کے پاس پایا۔ (سورۃ یوسف:۲۵)

یہاں سید کا لفظ عزیز مصر کے لیے استعمال ہوا ہے جو کافر تھا۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ﴿اَبُو بَكرُ سَيِّدٌ وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالاً﴾

''ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سید (سردار) یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔''

(صحیح بخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، باب مناقب بلال)

ایک موقع پر سعد بن عبادۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اِسْمَعُوْا لِمَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ﴾ ''سنو تمہارے سید (سردار) کیا کہتے ہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:

﴿اِنَّ ابۡنِیۡ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنۡ یُّصۡلِحَ بِهٖ بَیۡنَ فِئَتَیۡنِ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ﴾

''میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اسکے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔'' (صحیح بخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ مناقب الحسن والحسین)

صحیح بخاری و مسلم میں سید کا لفظ کافروں کے قبیلے اور قریش کے سردار کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

نبی ﷺ نے تو اپنے خاندان والوں کو صدقہ کھانے سے بھی منع فرما دیا تھا کہ کسی کو دین کے ذریعے کچھ وصول کرنے کا شبہ بھی نہ ہو لیکن آج کے سید کہلانے والوں کا تو کام ہی جاہل لوگوں سے آل نبی ہونے کے دعوے کی بنا پر مال بٹورنا ہے اللہ تعالیٰ جاہلیت کے ان کاموں اور باتوں سے سب مسلمانوں کو بچائے۔ آمین

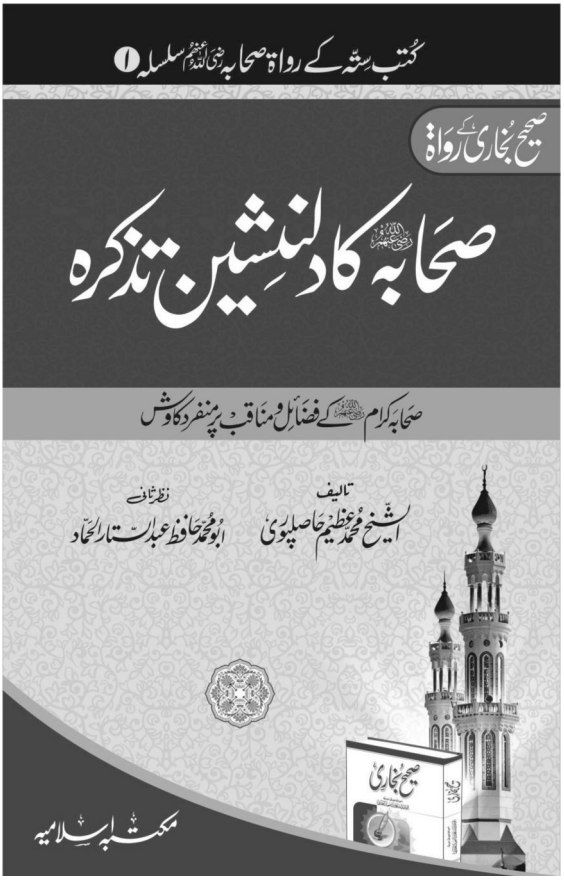
کُتب ستہ کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم سلسلہ ۱
صحیح بخاری کے رواۃ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب پر منفرد کاوش
تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری
نظر ثانی
ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
صحیح بخاری
مکتبہ اسلامیہ

آداب دعا

ہمیشہ دعا کرتے رہو..!

ابوعبداللہ نصیر احمد بابر (چشتیاں)

لفظ دعا کا مطلب ہے۔'پکارنا''فریاد کرنا'۔جیسا کہ خود اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

''کہہ دیجئے!(لوگو) تمہارا رب کہتا ہے کہ تم سب مجھ سے دعا کرو۔میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں۔(یعنی نہیں مانگتے) وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' (سورۃ مؤمن:٦٠)

ہر انسان اپنی زندگی میں کبھی کبھی ایسے حالات سے یقیناً دوچار ہوتا ہے۔جب اسکے سارے دنیاوی سہارے ٹوٹ جاتے ہیں۔امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ظاہری اسباب اور وسائل ناکام ہو جاتے ہیں۔قریب ترین واقارب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔بھائی بھائی کا ساتھ نہیں دیتا۔گویا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان تنہائی، بے بسی اور بے کسی کا عالم محسوس کرتا ہے تب انسان کے اندر سے ایک آواز اٹھتی ہے کہ ایک سہارا اب بھی موجود ہے۔ایک دروازہ اب بھی کھلا ہے جہاں انسان اپنے دکھ سکھ اور مصائب وآلام کی داستان ہر وقت بیان کرسکتا ہے جہاں نہ صرف اسکی مصائب وآلام کی داستان سنی جاتی ہے بلکہ اسکا تدارک بھی کیا جاتا ہے۔اسکی مصیبتوں اور پریشانیوں کو بھی دور کیا جاتا ہے وہ در اللہ عزوجل کی ذات اقدس کا ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور کبھی بھی بند نہیں ہوتا،اس ذات اقدس کے آگے کی ہوئی استدعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

''بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اسکی تکلیف دور کرتا ہے اور زمین میں تمہیں خلافت عطا کرتا ہے۔(یہ کام کرنے والا) اللہ کے سوا کوئی اور بھی ہے۔

(سورۃ نمل:٦٢)

دعا ہمیشہ اللہ عزوجل سے ہی کرنی چاہیے اور اس میں کسی نبی،ولی یا بزرگ کا واسطہ وسیلہ نہیں دینا چاہیے کیونکہ دعا ایک عبادت ہے اور عبادت خالص اللہ عزوجل کی ہی ہونی چاہیے۔جیسے کہ نبی

اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعا بھی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ''تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔'' (سنن ابن ماجه للالبانی ، الجزع الثانی :٣٠٨٦)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر عزت والی نہیں۔''

صحیح الترمذی(٢٦٨٤)

جب حضرت آدم علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم پر پورے نہ اتر سکے اور آپ علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا گیا تو سب سے پہلے جو عبادت آپ علیہ السلام کو سکھلائی گئی وہ دعا ہی تھی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہماری مغفرت نہ کی ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (سورة الاعراف:٢٣)

سیرت نبوی ﷺ پر ایک نظر ڈالیں تو یوں لگتا ہے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا کوئی لمحہ اور گھڑی ایسی نہیں جو دعا سے خالی گزری ہو۔ ان دعاؤں کو احادیث مبارکہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ انسان چونکہ فطرتاً جلد باز ہے اس لیے چاہتا ہے کہ دعا کا نتیجہ فوراً نکلے۔ ادھر میں دعا کرو اور ادھر کام ہو جائے جبکہ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ جو کچھ اللہ عزوجل سے مانگ رہے ہیں وہ ہماری ذات کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ۔ مگر جب ہماری حاجت اور ضرورت پوری نہیں ہوتی تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی اور پھر ہم نا اُمید اور مایوس ہو کر یا تو دعا مانگنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر مانگتے بھی ہیں تو نیم دلی کے ساتھ اور پھر اللہ عزوجل سے گلے شکوے شروع کر دیتے ہیں یہ صورتِ حال دراصل دعا کے صحیح اسلامی تصور سے لاعلمی کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ قبولِ دعا کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے تین مختلف صورتیں بتلائی ہیں۔ جو یہ ہیں۔

١۔ یا تو انسان کی مطلوبہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

٢۔ یا دعا کے برابر کوئی آنے والی مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

٣۔ یا اس کا اجر و ثواب آخرت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اسکی دعا قبول نہ ہو یا پھر اسکی مانگی ہوئی چیز اسے عطا کر دیتے ہیں یا پھر اسی کی مثل کسی برائی کو دور کر دیتے ہیں۔ معاملہ یونہی چلتا رہتا ہے۔ جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا۔'' جامع ترمذی (۳۳۸)

قبولیتِ دعا ہونے کی بھی دو صورتیں (امکان) موجود ہیں۔

اولاً: دعا فوراً اسی وقت قبول ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے تین افراد کا واقعہ بیان فرمایا، جو دورانِ سفر طوفان بادو باراں سے پناہ لینے ایک غار میں بند ہو گئے تو انہوں نے اللہ سے دعا مانگی جو اسی وقت قبول ہو گئی۔

ثانیاً: اللہ کی مصلحت اور حکمت کے مطابق دعا تھوڑے یا زیادہ عرصے کے بعد قبول ہو۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں تیری آیات سنائے، انہیں کتاب اور حکمت سکھلائے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ (سورۃ بقرۃ: ۱۲۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ہزاروں سال بعد قبول ہوئی۔ خود رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا نتیجہ ہوں۔'' جس کا مطلب یہ ہے کہ دعا قبول کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کارفرما ہے چاہے تو فوراً قبول کر لے چاہے تو کم یا زیادہ عرصہ کے بعد قبول فرمائے۔

پس دعا کو عبادت سمجھ کر مانگنا چاہیے کیونکہ دعا کو عبادت سمجھ کر مانگنے والا کسی حال میں بھی مایوس اور ناکام نہیں ہوتا۔ اگر اس کی مطلوبہ حاجت فوراً پوری ہو جائے تو یہ سراسر اللہ کے انعام اور فضل ہے اور اگر مطلوبہ حاجت پوری نہ ہو تب بھی اسکی محنت ایک بڑے اور یقینی فائدے سے محروم نہیں رہتی۔ اور وہ ہے بطورِ عبادت آخرت میں اس کا اجر و ثواب جس کا احساس انسان کو دنیا کی بجائے آخرت میں کہیں زیادہ ہوگا۔

تراشے

باپ کی فریاد

میاں شہباز شاکر (حال مقیم سعودی عرب)

علامہ اقبال نے بڑی اچھی بات کہی ہے:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث بدکیونکر ہو

کہ بیٹا باپ کی وراثت لینے تو آجاتا ہے مگر جو باپ کی تعلیمات ہوتی ہیں انھیں فراموش کردیتا ہے ایسے بیٹے کو جو ماں باپ کا نافرمان ہوا سے باپ کی میراث لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سچ کہوں مجھ کو یہ عنوان برا لگتا ہے
ظلم سہتا ہوا انسان برا لگتا ہے

کس قدر ہوگی مصروف یہ دنیا اپنی
ایک دن ٹھہرے تو جہاں برا لگتا ہے

ان کی خدمت تو بہت دور بیٹوں بیٹیوں کو
بوڑھے ماں باپ کا فرمان برا لگتا ہے

میرے اللہ میری نسلوں کو ذلت سے نکال
ہاتھ پھیلائے ہوئے مسلمان برا لگتا ہے

❀.....❀.....❀

میری انگلی پکڑ کے چلتے تھے
اب مجھے راستہ دکھاتے ہیں

اب مجھے کس طرح سے جینا ہے
میرے بچے مجھے سکھاتے ہیں

قارئین کرام! مجلہ ''المحمدیہ'' خود پڑھئے.....دوست واحباب کو تحفہ
میں دیجئے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

اس کتاب میں:

امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں جن واقعات کو بطور تفسیر بیان کیا ہے' ان میں سے صحیح صحیح کا چناؤ کر کے واعظین' خطباء اور عام قارئین کے لیے الگ سے بہترین واقعات کو جمع کیا گیا ہے' یقیناً یہ کتاب تفسیر القرآن کا ہی ایک حصہ ہے جو ہر عام وخاص کے لیے مفید ہے۔ آج ہی اس کتاب کو پڑھئے' پڑھایئے اور اپنی لائبریری کی زینت بنایئے۔

ملنے کا پتہ

اسلامک بک کمپنی
امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان 041-2647308 - 0321-6607308
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان 0333-6607308 - 0300-8658535
e-mail: islamicbookcompany@gmail.com